اسلامی بیداری کی لہر

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

سقوط طالبان کے بعد عالم اسلام اور خاص کر پاکستان کے مخلص مسلمانوں پر مایوسی اور پژمردگی کے ایسے تاریک بادل چھاگئے تھے کہ بظاہر اسباب دور دور تک حالات کے سدھار کی روشن فضا کے کہیں آثار نظر نہیں آرہے تھے، اس عرصے میں بے دین عناصر اور سیکولر طبقوں نے بڑی بے باکی اور آزادی کے ساتھ ٹھیٹھ اسلام پسند حلقوں پر طعن وتشنیع اور طنز واستہزاء کا بازار گرم رکھا، علماء، دینی مدارس اور مجاہدین اسلام کے خلاف وسیع پیمانے پر زر خرید قلم چیوں نے ہرزہ سرائی سے اخباروں کے صفحات سیاہ کئے اور پاکستان کے عوام کی اکثریت کو "دو فیصد" اور پانچ فیصد" میں محبوس کرانے کی تشہیری مہم کی سعی زور وشور سے جاری رہی، یہاں تک کہ اکتوبر ۲۰۰۲ کے انتخابات کا مرحلہ آگیا جن کے نتائج نے صورت حال کا اصل رخ سامنے لانے میں تھوڑی بہت مدد کی، متحدہ مجلس عمل کی کامیابی کو حکومت کے حامی طبقوں نے "حیرت انگیز" قرار دے کر اسے پاکستان کی تاریخ انتخابات کا ایک عجوبہ قرار دیا، حالانکہ یہ عجوبہ نہیں بلکہ اس حقیقت کی ایک جھلک تھی جسے بتاتے بتاتے مخلص پاکستانیوں کے گلے خشک ہوگئے تھے۔

طالبان نے ایک اصولی موقف پر برقرار رہتے ہوئے بلاشبہ اپنی حکومت کی ایسی قربانی دی جو کرسی اقتدار کے ساتھ ہر حال میں چمٹے رہنے والوں کو حماقت کی حد تک عجیب معلوم ہوئی لیکن اس قربانی کے آثار ونتائج پورے عالم اسلام پر پڑے، پاکستان میں اسلامی جماعتوں کو کامیابی تو ملی ہی کہ سرحد میں اور بلوچستان میں ان کی حکومت بنی، وفاق میں دوسری قوت کے طور پر مضبوط پوزیشن کے ساتھ سامنے آئیں، تاہم پاکستان کے علاوہ دوسرے کئی ملکوں میں بھی اسلامی جماعتوں کو انتخابات میں غیر معمولی کامیابی ملی، چنانچہ ترکی کے حالیہ انتخابات میں پانچ سو پچاس نشستوں میں سے ۳۶۳ نشستیں اردگان کی جٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی کو ملیں اور اس طرح ترکی میں اتاترک کے انقلاب کے بعد پہلی بار قومی پلیٹ فارم پر اسلامی سیاست ۶۶ فیصد کامیابی کے ساتھ قومی اسمبلی میں آئی۔

مغرب (مراکش) کے حالیہ انتخابات میں بھی اسلامی جماعتیں سامنے آئیں، چنانچہ کل نوے حلقوں میں سے اسلامی جماعتوں نے ۵۶ حلقوں سے اپنے افراد کھڑے کئے تھے، جن میں ۳۸ نشستوں پر انہیں کامیابی ملی۔

بحرین میں کئی سالوں کے بعد انتخابات ہوئے تو چالیس میں سے ۳۵ نشستیں اسلامی مذہبی جماعتوں کو ملیں اور یوں اسلام کا نام لے کر سیاست میں آنے والوں کو لوگ جتنے دباتے رہے، وہ اتنے ہی ابھر کر سامنے آئے، یہ درحقیقت طالبان نامی ان درویش سعادت مند حکمرانوں کی قربانی کا نتیجہ ہے جو کرسی اقتدار کی طرف اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے بڑھے تھے اور اسی کی بقا کے لیے وقت کے جابروں سے ٹکرا کر روپوش ہوگئے، ان کے بس میں جو کچھ تھا وہ انہوں نے کیا، ان کی عظیم قربانیوں کے نتائج عالمی بساط پر ظاہر ہونا شروع ہوگئے ہیں اور ان کے صالح آثار سے ان شاء اللہ افغانستان کی سرزمین بھی محروم نہیں رہے گی۔

یہ بات اپنی جگہ افسوس ناک ہے کہ اس نازک اور حساس موقع پر دنیا کے مسلم ملکوں نے امارت اسلامیہ کا ساتھ نہیں دیا، بلکہ کئی مسلمان ملک واسطہ، بلاواسطہ اس نوزائیدہ اسلامی حکومت کو ختم کرنے کے لیے کافر طاقتوں کے معاون رہے، کئی صدیاں قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتنوں کے اس دور کی پیش گوئی فرما چکے تھے، آپ نے فرمایا۔

”یوشك أن تداعی علیکم الأمم کما تداعی الأکَلَةُ الی قصعتها: فقال قائل: ومن قلة نحن یومئذ؟ قال: "بل أنتم یومئذ کثیر، ولکنکم غثاء کغثاء السیل، ولینزعن اللّٰه من صدور عدوکم المهابة ولیقذف اللّٰه فی قلوبکم الوهن" فقال قائل: یا رسول اللّٰه، وما الوهن؟ قال: حب الدنیا و کراهیة الموت (سنن أبی داود، کتاب الملاحم رقم الحدیث ۴۲۹۷)

”قریب ہے کہ قومیں تمہارے خلاف ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جیسے کھانے والے ایک دوسرے کو کھانے کی طرف بلاتے ہیں، کسی نے دریافت کیا، کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں، تعداد میں تم بہت ہوگے لیکن تم لوگ سیلاب کی جھاگ مانند ہوگے، اللہ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں ”وھن“ ڈال دے گا، کسی نے کہا، یارسول اللہ ”وھن“ کیا ہے؟ فرمایا ”دنیا کی محبت اور موت سے نفرت“

دنیا کے مسلمان ملک اس موقع پر اسی ”وھن“ کا شکار رہے، کوئی اپنے دنیوی مفادات کی خاطر خاموش تھا اور کسی کو اپنی تباہی و بربادی اور موت کا خوف تھا، وہ اپنی بقا جابر قوتوں کا ساتھ دینے میں سمجھتے رہے اور اس طرح فتنے کا شکار ہوگئے۔

امت محمدیہ پر فتنوں کا یہ دور ابتلا، قرب قیامت تک جاری رہے گا، اسلام ان تمام سخت ادوار سے گزر کر قیامت تک باقی رہنے والا دین برحق ہے،، اس کے گونجنے والے زمزمہ بار کلمے کو دنیا کی کوئی طاقت خاموش نہیں کر سکتی، اس کے مراکز سے سمت مخالف سے آنے والی آندھیاں ٹکرائیں گی ضرور لیکن خس وخاشاک کی طرح اڑا کر نہیں ہوا بھی نہیں کر سکتیں......اس کی ایک تازہ مثال برصغیر کے دینی مدارس ہیں، مدارس کے خلاف جس زوروشور کے ساتھ گزشتہ چند سالوں سے پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے، اس کا تقاضا تو تھا کہ یہ ادارے ویران ہو کر نابود ہوجاتے، عوام ان کی طرف کھنچنے کے بجائے ان سے کوسوں دور بھاگتے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اسی زمانے میں دینی مدارس کی تعداد اور لوگوں کے ان کی طرف رجحان میں غیر معمولی اضافہ ہوا، اس عرصے میں ہزاروں نئے مدارس قائم ہوئے، اوران کی طرف......الحمدللہ ثم الحمدللہ......قوم کے بچوں کے رجوع کا عالم یہ ہے کہ تمام معیاری مدارس اپنی گنجائش سے بھی زیادہ طلبہ رکھنے پر مجبور ہیں، وفاق المدارس العربیہ کے تحت ۱۴۲۲ھ میں امتحان دینے والے طلبہ وطالبات کی تعداد بیاسی ہزار تھی اور ۱۴۲۳ھ میں یہ تعداد بڑھ کر ایک لاکھ تک پہنچی، صرف ایک سال میں تقریباً اٹھارہ ہزار افراد کا اضافہ ہوا۔

ہندوستان میں ہندوؤں کی منظم اور مسلسل سازشوں کے تحت مختلف اوقات میں مسلمانوں کی نسل کشی کی گئی، بڑی بے دردی کے ساتھ ہزاروں مسلمانوں کو شہید کیا گیا اور ان کی کروڑوں، اربوں مالیت کی املاک ضائع کی گئیں، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں میں اپنی بقا کا شعور بڑھا، پہلے وہاں مسلمانوں میں تعلیم ۲۲ فیصد تھی، لیکن بابری مسجد کے واقعات کے بعد چند سالوں میں یہ فیصد ۳۸ تک جا پہنچا۔

یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کے اسلام مٹنے والا نہیں، باقی رہنے والا دین ہے، آزمائش مسلمانوں کی ہے کہ وہ کتنے استحکام اور کس قدر خلوص کے ساتھ اس پر قائم رہتے ہیں، والعاقبة للمتقین۔ اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت عطا فرمائے اور اس پرفتن دور میں دین کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھامنے کی قوت عطا فرمائے، آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد وعلی آله وصحبه أجمعین۔